جلد ۲۶ — مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۲۴ء — نمبر ۳۲

مینڈکی کو بھی لوز کام ہوا

ایک مجتہد شیعہ اور لفظ "توفی"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام دنیا کے علماء فضلاء کے سامنے توفی کے معنے کرنیکے لئے ایک قاعدہ کلیہ پیش کیا۔ کہ جب کسی جملہ یا کلام مین لفظ توفّی باب تفعّل سے آوے ۔ اور اس کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو تو اس وقت لفظ توفی کے معنے قبض روح یا موت کے سوا آسمان پر بجسدہ العنصری لیجانا ہرگز نہین ہون گے ۔ اگر کوئی شخص ہمارے اس دعویٰ کو توڑنے کے قرآن مجید یا احادیث یا لغت یا دواوین عرب سے ایک بھی مثال پیش کرے ۔ تو ہم اس کو ایکہزار روپیہ بلا کسی شرط کے انعام دین گے یہ انعام مقرر کر کے تمام کو بلند آہنگی سے مقابلہ کے لئے للکارا ۔ مگر تمام علماء و فضلاء مقابلہ سے عاجز آگئے ۔ اور ایک مثال بھی پیش نہ کر سکے اب برسات کے موسم مین اگر ہمارے ایک شیعہ دوست کو بھی اس بات کا شوق اٹھا ۔ کہ وہ بھی اس تحدی کے مقابلہ مین طبع آزمائی کرے ۔ مگر اسے یہ خیال نہ آیا کہ علمی بحثون مین پڑنا کوئی خالہ جی کا گھر نہین ۔ اور خصوصاً ان حضرات کا کہ جن پر یہ شعر صادق آتا

ہے کہ سے دشنام کردہ مذہب طاعت باشد
مذہب معلوم نہ مذہب معلوم

۔ اور انہین صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کو سب و شتم اور گالیان دینے کے سوا کچھ یاد ہی نہ ہو اور ہر سال ماتم کی مجلسون مین رونے اور پیٹنے سے فرصت نہ ملے ان کا دماغ کب اس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ عمیق در عمیق باتون کی تہ کو پہنچ سکے ۔ ایسے لوگون کا علمی مسائل مین دخل دینا سوائے اس کے کہ وہ لوگون سے اپنی تضحیک و تذلیل کرائین ۔ انہین کوئی سود مند نہین ہو سکتا۔

حال مین ایک مضمون اخبار درنجف مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء صفحہ ۷ زیر عنوان ۔ "القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح" از عالیجناب مولانا سید کرم حسین شاہ صاحب مشہدی شائع ہوا ہے۔

لائق نامہ نگار نے ۲۵ آیات قرآن مجید سے اس امر کے ثبوت مین لکھی ہین کہ توفّی کے معنے قبض روح یا موت کے نہین بلکہ پورا لینے یا کرنے کے ہین۔

دو آیتون کو مستثنیٰ کرتے ہوئے ۔ باقی آیات پیشکردہ کا جواب یہ ہے ۔ کہ جو قاعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا ہے ۔ ایک آیت مین بھی وہ پورے طور سے نہین پایا جاتا بعض آیات مین تو باب تفعّل کی شرط مفقود ہے ۔ اور بعض آیات مین خدا تعالیٰ فاعل نہین ہے ۔ اور بعض آیات مین مفعول کے ذی روح ہونیکی شرط نہین پائی جاتی۔

اور دو آیتین جن کو ہم نے استثناء کیا ہے وہ ۱۲-۱۳ ہین ۱۲ کو تو اس لئے کہ وہ مندرجہ بالا قاعدہ کے مطابق ہے ۔ اور نمبر ۱۳ کو اس لئے کہ تا ناظرین کو فاضل نامہ نگار کی قابلیت اور لیاقت علمی کا پتہ لگ جائے۔

آیت ۱۲ وہو الذی یتوفیکم باللیل ہے ۔ اس مین توفی سے مراد نیند ہے ۔ اور نیند مین بھی قبض روح ہوتا ہے ۔ جیسا کہ احادیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ۔ آپ ایک دفعہ سفر کر رہے تھے ۔ آخری حصہ رات مین صبح کی نماز کے وقت سے پہلے ایک جگہ مقام کیا اور سارا قافلہ سو گیا ۔ جب اٹھے تو اس وقت آفتاب طلوع ہو چکا تھا ۔ اسوقت آپ نے فرمایا۔

"ان اللہ قبض ارواحکم حین شاء فردھا حین شاء
قم یا بلال فاذن الناس بالصلوۃ"
(ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ مصر)

خدا تعالیٰ نے تمہاری روحون کو جب چاہا قبض کر لیا اور جب چاہا ان کو لوٹا دیا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نیند کے وقت بھی روحین قبض کیجاتی ہین ۔ اور آیت اللہ یتوفی الانفس مین روح کے قبض کرنے کی دو صورتین بیان کیگئی ہین ناقص اور کامل ۔ ناقص تو نیند کے وقت ہوتی ہے ۔ اور کامل مرنے کے وقت جو روحین

خواجہ پریس شاہ رحیم باہتمام احمد وجودی پرنٹر کے چھپا اور شیخ یعقوب علی تراب احمدی نے قادیان سے شائع کیا

نیند میں قبض کیجاتی ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ واپس لوٹا دیتا ہے اور جو موت کے وقت قبض کیجاتی ہیں۔ ان کو اپنے پاس روک لیتا ہے۔ اسی طرح نیند بھی موت کی ایک قسم ہے۔ اور سونے والا مردہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کے مذہب میں صبح اٹھتے ہی تبرا واجب نہو۔ تو ضرور کبھی آپ نے نیند سے جاگکر یہ دعا پڑھی ہوگی۔

"الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا"، کہ تمام حمد اس خدا تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں مار کر پھر زندہ کیا ہے۔ یہاں موت سے مراد نیند ہے۔ پس یتوفٰکم باللیل کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ معنوں کے عین مطابق ہیں۔

دوسری آیت فان فاءو فان اللہ غفور الرحیم ہے۔ جس کے معنے شیعہ نامہ نگار نے یہ کئے ہیں۔ کہ

"پس اگر پورا کیا انہوں نے پس تحقیق اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے" فاءو کا مادہ وفی قرار دینا عربی زبان سے پرلے درجہ کی جہالت کا ثبوت ہے۔ فاءو جمع کا صیغہ ہے اور اس کا واحد فاء ہے۔ جو مہموز اللام ہے اور اس کا مادہ "فیئ" ہے۔ اور وفی نفیف مفروق سے ہے۔ ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر شیعہ صاحب ہیں کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ اور فاءو کا مادہ وفی قرار دے رہے ہیں۔

پھر آپ نے خیال فاءو کی بناء پر اسکے معنے بھی "پورا کیا انہوں نے" کرتے ہیں۔ حالانکہ لغت میں فاء کے معنے رجع کے ہیں نہ کہ (پورا کیا اس نے) امید ہے کہ شیعہ صاحب آئندہ ضرور کسی مروجہ لغت عرب کی کتاب کا حوالہ دیں گے۔ اور اگر کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا جو امام غائب کے ساتھ ہی غائب ہو۔ تو ہم لانسلم کہنے پر مجبور ہوں گے۔ دیدہ باید۔

شمس

بہشت میں حوریں ملینگی

آریہ۔ آپ کے ہاں تو لکھا ہے کہ بہشت میں حوریں ملیں گی۔

شمس۔ کیا آپ کو چڑ ملیں پسند ہیں۔

آریہ۔ ہمارے نزدیک تو مکتی کی حالت میں عورتیں نہیں ملنی چاہئیں۔

شمس۔ آپ تو تناسخ کے قائل ہیں۔ آپ کو ایسا کہنا نہیں چاہئے کیونکہ آپ کے نزدیک دنیا کی بادشاہت و آرام وغیرہ بھی گذشتہ اعمال کے نتیجہ میں ہے۔ اس لئے یہاں بھی عورتوں سے پرہیز کرنا چاہئے مگر سوامی جی تو کہتے ہیں کہ عورت ایسی تلاش کرنی چاہئیے۔

"جس کے خوبصورت اعضا ہوں۔ اور اس کے خلاف نہ ہوں۔ جس کا نام اچھا ہو۔ جسکی رفتار ہنس اور ہتھنی کی مانند ہو۔ جس کے بدن کے رونگٹے باریک اور سر کے بال اور دانت چھوٹے چھوٹے اور سب اعضا ملایم ہوں"، (ستیارتھ پرکاش بحوالہ منو ۳/۱۰)

پھر آپ کے ہاں لکھا ہے کہ سورگ میں عورتوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہونگے اور دوسری طرف مکتی خانہ میں ارواح کی چوبیس طاقتیں جنہیں سوامی صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ موجود رہیں گی۔ جن میں خواہش۔ طاقت۔ قوت۔ سونگھنا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ وغیرہ سب شامل ہیں۔ تو بتاؤ جب باقی ہر قسم کی چیزیں وہاں ملیں گی۔ تو عورتوں کے نہ ملنے کی وجہ کیا ہے۔ جبکہ عورتیں موجود بھی ہیں۔ مسلمان تو مرد ہونیکی حیثیت میں جنت میں داخل ہوں گے۔ شاید آپ ہجڑے ہو کر مکتی خانہ میں جائیں۔ ایسے مکتی خانہ سے خدا بچائے رکھے۔ جہاں مرد کی بجائے ہجڑا بننا پڑے۔

آریہ۔ آپ کے ہاں تو لکھا ہوا ہے کہ ایک جنتی کو بہت سی حوریں ملیں گی۔ تو کیا عورتوں کو حورے ملینگے۔

شمس۔ جناب مہاشہ صاحب شاید آپ کا یہ خیال ہو کہ جنت میں وہ عورتیں جائینگی جنہیں اولاد نہ ہونے سے یا کسی اور مجبوری سے یہاں دس دس مردوں سے نیوگ کرانیکی عادت ہے۔ کہ اپنی عادت قدیمہ کو پورا کرنے کے لئے وہاں بھی انہیں ایک سے زیادہ مردوں کی ضرورت پڑے۔ سو یاد رکھیں جناب کا یہ خیال سراسر باطل ہے۔ وہاں مسلمانوں کی وہ عورتیں جائینگی جو نہایت عفیفہ اور نیوگ جیسے کاموں سے علیحدہ رہنے والی اور غیر مرد کی طرف دیکھنے کو گناہ سمجھنے والی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جنتی عورتوں کی نسبت قاصرات الطرف فرمایا ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچے رکھنے والیاں۔ اپنے خاوندوں تک نظر کو محدود رکھنے والیاں ہیں۔

شمس

مبارک! مبارک!! مبارک

الحمد للہ آج سردار خزان سنگھ صاحب نے ظاہری شریعت بھی پوری کی یعنی آج بتاریخ ۱۷ اگست کو کیس یعنی سر کے بالوں کو خیر باد کہا۔ اور جو لوگ انپر گوناگون شکوک و شبہات کرتے تھے۔ ان کا منہ بند کر دیا اب دوسرے مذہبی سکھ صاحبان اور اکالی دل جو انکا دم بھرتے ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ اپنے گرو کی لاج رکھکر کیسوں کو کٹوا دیں۔ کیونکہ سکھوں کے دس میں سے ۹ گرو بغیر کیس کے سچے اور پکے سکھ تھے پس اس امر کی قطعاً ضرورت نہ تھی کہ گروؤں سے بڑھکر سکھ بننے کی کوشش کریں۔ اور یہ بھی ضرورت نہیں کہ بانگ کی جگہ سنکھ بجائیں۔ کیونکہ گرو نانک جی نے بانگ دی تھی۔ پر سنکھ ہرگز نہیں بجایا۔ اکالی صاحبان کی خدمت میں بھی یہی بینتی ہے کہ میری عرضداشت پر غور کریں اور گرنتھ صاحب سے باہر نہ جاویں۔ کیونکہ جو گرنتھ صاحب کا پابند نہیں۔ وہ گرو کا چیلا نہیں بن سکتا۔ سردار صاحب کا یہ بھی فرمانا ہے کہ گرنتھ صاحب اسلامی نماز کی ہی تاکیداً اکید فرماتے ہیں اور کہ بے نماز کو کتا قرار دیتے ہیں۔ مگر جپ جی صاحب کے ورد کرنے کا گرنتھ صاحب میں کہیں حکم نہیں ہے۔ چولہ صاحب پر بھی گرو صاحب اسلامی نماز ہی لکھ کر دے گئے۔ مگر جپ یا جاپ نہیں لکھ گئے۔ زندہ صاحب یا راہ راست کا اشارہ کر گئے۔ اب بھی اگر کوئی مذکورہ بالا بچنوں پر توجہ نہیں کرتا۔ وہ مہا پاپی اور نرکی ہوگا۔ ایشور مہاراج ہم سب کو گرو کے چرنوں میں جگہ دیکر نرگ میں پہنچائے۔ اور نرگ سے بچائے۔ آمین۔

عبدالرحمٰن۔ بی۔ اے (مہر سنگھ)

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام خاندان میں الحمد للہ ہر طرح سے خیریت ہے۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال بھی خیریت سے ہیں۔

(۳) حضرت امیر مولوی شیر علی صاحب بخیریت ہیں۔ اور بڑی جانفشانی اور تندہی سے امارت کے فرائض سرانجام فرما رہے ہیں۔

(۴) جو دو مضامین (ایک چھوٹا ایک بڑا) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے لنڈن کانفرنس کے لئے لکھے تھے۔ وہ ہر دو انگریزی میں طبع ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ دس پندرہ دن تک تیار ہو جائیں گے۔ کانفرنس کے موقعہ پر اشاعت کے بعض اور کتب بھی طبع کرائی گئیں ہیں۔

(۵) حضرت صاحب کے ساتھ جو احباب ولایت تشریف لے گئے ہیں ان کے اہل وعیال میں الحمد للہ خیریت ہے

(۶) قادیان میں کچھ وبائے ہیضہ کی شکایت شروع ہوگئی ہے چنانچہ اس وقت تک دو کیس ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

(۷) حافظ مولوی ابو عبید اللہ غلام رسول صاحب وزیرآبادی مولوی ابو عبید اللہ صاحب شہید مارشس کی بیوی بچوں کو مارشس سے واپس لے آئے ہیں۔ ۱۹ کو قادیان پہنچے۔ مارشس سے ایک لڑکا بھی ان کے ہمراہ تعلیم کے لئے آیا ہے

ترکی میں جدید قانون ازدواج

لنڈن ۱۱ اگست قسطنطنیہ کے اس کمیشن نے جو قانونی اصلاحات کی تحقیقات کر رہی تھی "قانون حقوق ازدواج" کے متعلق حسب ذیل سفارشات کی ہیں۔ ازدواج میں مناکحت احدی اصول مد نظر رکھنا لازمی ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہئے۔ تو اس کو ہرگز اجازت نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ ازدواج ثانی کی ضرورت نہ ثابت کرے۔ اور یہ بھی نہ ثابت کر دے کہ وہ دونوں بیویوں کے درمیان عدل کر سکے گا علاوہ ازیں اسکو قاضی کے اجازت نامہ کی ضرورت بھی پڑے گی۔

نیند میں قبض کیجاتی ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ واپس لوٹا دیتا ہے اور جو موت کے وقت قبض کیجاتی ہیں۔ ان کو اپنے پاس روک لیتا ہے۔ اسی طرح نیند بھی موت کی ایک قسم ہے۔ اور سونے والا مردہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کے مذہب میں صبح اٹھتے ہی تبرا واجب نہو۔ تو ضرور کبھی آپ نے نیند سے جاگکر یہ دعا پڑھی ہوگی۔

"الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا"، کہ تمام حمد اس خدا تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں مار کر پھر زندہ کیا ہے۔ یہاں موت سے مراد نیند ہے۔ پس یتوفکم باللیل کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ معنوں کے عین مطابق ہیں۔

دوسری آیت فان فاءو فان اللہ غفور الرحیم ہے۔ جس کے معنے شیعہ نامہ نگار نے یہ کئے ہیں۔ کہ

"پس اگر پورا کیا انہوں نے پس تحقیق اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔ فاءو کا مادہ وفی قرار دینا عربی زبان سے پرلے درجہ کی جہالت کا ثبوت ہے۔ فاءو جمع کا صیغہ ہے اور اس کا واحد فاء ہے۔ جو مہموز اللام ہے اور اس کا مادہ فیئؑ ہے۔ اور وفی نصیف مفروق سے ہے۔ ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر شیعہ صاحب ہیں کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ اور فاءو کا مادہ وفی قرار دے رہے ہیں۔

پھر آپ اپنے خیال فاءؑ کی بنا پر اسکے معنے بھی "پورا کیا انہوں نے" کرتے ہیں۔ حالانکہ لغت میں فاء کے معنے رجع کے ہیں نہ کہ (پورا کیا اس نے) امید ہے کہ شیعہ صاحب آئندہ ضرور کسی مروجہ لغت عرب کی کتاب کا حوالہ دیں گے۔ اگور اگر کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا جو امام غائب کے ساتھ ہی غائب ہو۔ تو ہم لانسلم کہنے پر مجبور ہوں گے۔ دیدہ باید۔

شمس

بہشت میں حوریں ملینگی

آریہ۔ آپ کے ہاں تو لکھا ہے کہ بہشت میں حوریں ملیں گی۔

شمس۔ کیا آپ کو چڑ ملیں پسند ہیں۔

آریہ۔ ہمارے نزدیک تو مکتی کی حالت میں عورتیں نہیں ملنی چاہئیں

شمس۔ آپ تو تناسخ کے قائل ہیں۔ آپکو ایسا کہنا نہیں چاہئے کیونکہ آپ کے نزدیک دنیا کی بادشاہت و آرام وغیرہ بھی گذشتہ اعمال کے نتیجہ میں ہے۔ اس لئے یہاں بھی عورتوں سے پرہیز کرنا چاہئے مگر سوامی جی تو کہتے ہیں کہ عورت ایسی تلاش کرنی چاہئے۔

"جس کے خوبصورت اعضا ہوں۔ اور اس کے خلاف نہ ہوں۔ جس کا نام اچھا ہو۔ جسکی رفتار ہنس اور ہتھنی کی مانند ہو۔ جس کے بدن کے رونگٹے باریک و سر کے بال اور دانت چھوٹے چھوٹے اور سب اعضا ملایم ہوں"، (ستیارتھ پرکاش بحوالہ منو ۳/۱۰)

پھر آپ کے ہاں لکھا ہے کہ سورگ میں عورتوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہونگے اور دوسری طرف مکتی خانہ میں ارواح کی چوبیس طاقتیں جنہیں سوامی صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ موجود رہیں گی۔ جن میں خواہش۔ طاقت۔ قوت۔ سونگھنا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ وغیرہ سب شامل ہیں۔ تو بتاؤ جب باقی ہر قسم کی چیزیں وہاں ملیں گی۔ تو عورتوں کے نہ ملنے کی وجہ کیا ہے۔ جبکہ عورتیں موجود بھی ہیں۔ مسلمان تو مرد ہونیکی حیثیت میں جنت میں داخل ہوں گے۔ شاید آپ ہجڑے ہوکر مکتی خانہ میں جائیں۔ ایسے مکتی خانہ سے خدا بچائے رکھے۔ جہاں مردگی بجائے ہجڑا بننا پڑے۔

آریہ۔ آپ کے ہاں تو لکھا ہوا ہے کہ ایک جنتی کو بہت سی حوریں ملیں گی۔ تو کیا عورتوں کو حورے ملینگے۔

شمس۔ جناب مہاشہ صاحب شاید آپ کا یہ خیال ہو کہ جنت میں وہ عورتیں جائینگی جنہیں اولاد نہ ہونے سے یا کسی اور مجبوری سے یہاں دس دس مردوں سے نیوگ کرانیکی عادت ہے۔ کہ اپنی عادت قدیمہ کو پورا کرنے کے لئے وہاں بھی انہیں ایک سے زیادہ مردوں کی ضرورت پڑے۔ سو یاد رکھیں کہ جناب کا یہ خیال سراسر باطل ہے۔ وہاں مسلمانوں کی وہ عورتیں جائینگی جو نہایت عفیفہ اور نیوگ جیسے کاموں سے علیحدہ رہنے والی اور غیر مرد کی طرف دیکھنے کو گناہ سمجھنے والی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جنتی عورتوں کی نسبت قاصرات الطرف فرمایا ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچے رکھنے والیاں۔ اپنے خاوندوں تک نظر کو محدود رکھنے والیاں ہیں۔

شمس

مبارک! مبارک!! مبارک

الحمد للہ آج سردار خزان سنگھ صاحب نے ظاہری شریعت بھی پوری کی یعنی آج بتاریخ ۱۷ اگست کو کیس یعنی سر کے بالوں کو خیر باد کہا۔ اور جو لوگ انپر گونا گوں شکوک و شبہات کرتے تھے۔ ان کا منہ بند کر دیا اب دوسرے مذہبی سکھ صاحبان اور اکالی دل جو انکا دم بھرتے ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ اپنے گرو کی لاج رکھکر کیسوں کو کٹوا دیں۔ کیونکہ سکھوں کے دس میں سے ۹ گرو بغیر کیس کے سچے اور پکے سکھ تھے پس اس امر کی قطعاً ضرورت نہ تھی کہ گروؤں سے بڑھکر سکھ بننے کی کوشش کریں۔ اور یہ بھی ضرورت نہیں کہ بانگ کی جگہ سنکھ بجائیں۔ کیونکہ گرو نانک جی نے بانگ دی تھی۔ پر سنکھ ہرگز نہیں بجایا۔ اکالی صاحبان کی خدمت میں بھی یہی بنتی ہے کہ میری عرضداشت پر غور کریں اور گرنتھ صاحب سے باہر نہ جاویں۔ کیونکہ جو گرنتھ صاحب کا پابند نہیں۔ وہ گرو کا چیلا نہیں بن سکتا۔ سردار صاحب کا یہ بھی فرمانا ہے کہ گرنتھ صاحب اسلامی نماز کی ہی تاکیداً اکید فرماتے ہیں اور بے نماز کو کتا قرار دیتے ہیں۔ مگر جپ جی صاحب کے ورد کرنے کا گرنتھ صاحب میں کہیں حکم نہیں ہے۔ چولہ صاحب پر بھی گرو صاحب اسلامی نماز ہی لکھہ کر دے گئے۔ مگر جپ یا جاپ نہیں لکھہ گئے۔ نہ سندھا یا راہ راست کا اشارہ کر گئے۔ اب بھی اگر کوئی مذکورہ بالا نصیحت پر توجہ نہیں کرتا۔ وہ مہا پاپی اور نرکی ہوگا۔ ایشور مہاراج ہم سب کو گرو کے چرنوں میں جگہ دیکر سورگ میں پہنچائے۔ اور نرک سے بچائے۔ آمین ::

عبدالرحمٰن۔ بی۔ اے (مہر سنگھ)

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام خاندان میں الحمد للہ ہر طرح سے خیریت ہے۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال بھی خیریت سے ہیں۔

(۳) حضرت امیر مولوی شیر علی صاحب بخیریت ہیں۔ اور بڑی جانفشانی اور تندہی سے امارت کے فرائض سرانجام فرمارہے ہیں۔

(۴) جو دو مضامین (ایک چھوٹا ایک بڑا) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے لنڈن کانفرنس کے لئے لکھے تھے۔ وہ ہردو انگریزی میں طبع ہورہے ہیں۔ اور انشاء اللہ دس پندرہ دن تک تیار ہوجائیں گے۔ کانفرنس کے موقعہ پر اشاعت کے بعض اور کتب بھی طبع کرائی گئیں ہیں۔

(۵) حضرت صاحب کے ساتھہ جو احباب ولایت تشریف لے گئے ہیں ان کے اہل وعیال میں الحمد للہ خیریت ہے

(۶) قادیان میں کچھہ وبائے ہیضہ کی شکایت شروع ہوگئی ہے چنانچہ اس وقت تک دو کیس ہوچکے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

(۷) حافظ مولوی ابو عبید اللہ غلام رسول صاحب وزیرآبادی مولوی ابو عبید اللہ صاحب شہید ماریشس کی بیوی بچوں کو ماریشس سے واپس لے آئے ہیں۔ ۱۹ کو قادیان پہنچے۔ ماریشس سے ایک لڑکا بھی ان کے ہمراہ تعلیم کیلئے آیا ہے

ترکی میں جدید قانون ازدواج

لنڈن ۱۱ اگست قسطنطنیہ کے اس کمیشن نے جو قانونی اصلاحات کی تحقیقات کر رہی تھی "قانون حقوق ازدواج" کے متعلق حسب ذیل سفارشات کی ہیں۔ ازدواج میں مناکحت احدی اصول مدنظر رکھنا لازمی ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہیے۔ تو اس کو ہرگز اجازت نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ ازدواج ثانی کی ضرورت نہ ثابت کردے۔ اور یہ بھی نہ ثابت کردے کہ وہ دونوں بیویوں کے درمیان عدل کر سکے گا علاوہ ازیں اسکو قاضی کے اجازت نامہ کی ضرورت بھی پڑے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا مکتوب گرامی

پورٹ سعید کی جماعت احمدیہ کے نام

سفر یورپ کی تیاری کے حالات ابتداء سے

اغراض سفر کی اہمیت اور انکے متعلق مشکلات

قرآن شریف میں اس سفر کی پیشگوئی

برادران جماعت احمدیہ! السلام علیکم۔ حفظکم اللہ من کل شر و نصرکم اللہ فی کل موطن وزادکم مجدا و کثر کم عددا و ما زلتم تحت ظل حمایتہ و شمس عنایتہ۔

افراتفری میں سفر کی تیاری

آج ہمیں قادیان سے چلے چودہ دن ہو گئے ہیں یعنی پورے دو ہفتے گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ ہم کس حال میں ہیں۔ جس افراتفری میں اس سفر کی تیاری ہوئی ہے۔ شاید اس کی مثال پہلے دنیا میں نہ ملتی ہو۔ چھ ہزار میل کا سفر اور یورپ کی تبلیغ کے لئے سکیم بنانے کی تجویز۔ اور حالت یہ ہے کہ سفر کے شروع ہونے تک کسی بات کے سوچنے کا موقعہ نہ ملا۔ کانفرنس مذاہب کی متعلق ہمیں مئی میں علم ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے مشورہ کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ اس میں مضمون بھیجنا چاہیئے۔ اطلاع نامکمل تھی۔ اس لئے سکرٹری کو تار دی گئی۔ اور اس کا جواب ۱۲ مئی کے قریب ملا۔ پھر مشورہ کیا گیا اور بعض لوگوں کی اس تجویز پر بھی غور کیا گیا کہ مجھے خود جانا چاہیئے۔ اس مشورہ کے نتیجہ کے بعد میں نے باہر کے دوستوں سے مشورہ پوچھا اور چونکہ مسلم لیگ کا اجلاس تھا۔ اور ہمیں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کا سوال پیش تھا جس کا اثر خود ہماری جماعت پر اور اسلام کی ترقی پر بھی پڑتا تھا۔ اس لئے میں اس کام میں مشغول ہو گیا۔ تیئیس تاریخ تک میں اس کام سے فارغ ہوا۔

مذہبی کانفرنس کے لئے مضمون لکھنا

اور چوبیس کو میں نے مضمون لکھنا شروع کیا۔ جو اسقدر وسیع ہو گیا۔ کہ اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا یعنی ساڑھے چار سو کالم تک پہنچ گیا۔ دو دن میں بیمار رہا۔ کل بارہ دنوں میں چھ جون تک یہ مضمون ختم ہوا۔ چونکہ میں مضمون اردو میں لکھتا ہوں۔ اور دوسرے دوست اسے انگریزی میں ترجمہ کرتے ہیں اس لئے میرے لئے ایسے مضامین کے متعلق کئی کام ہوتے ہیں۔ اول مضمون کا لکھنا۔ دوسرے اسکی نظر ثانی کرنی۔ اور ملاحظوں کا درست کرنا۔ حوالوں کا لگانا وغیرہ تیسرے جو ترجمہ انگریزی میں ہوا ہو۔ اس کو سننا اور اس کا اردو کے مضمون سے مقابلہ کر کے دیکھنا کہ ترجمہ صحیح بھی ہو گیا ہے یا نہیں۔ اور مطلب کو واضح کرتا ہے یا نہیں ساتھ ساتھ دوسرے ساتھی جو انگریزی سے واقف ہوتے ہیں مضمون کی انگریزی زبان میں بھی مناسب اصلاح کرتے چلے جاتے ہیں بالعموم یہ اصلاح اور مقابلہ بھی اتنا ہی وقت لیتا ہے۔ جتنا کہ اصل مضمون کی تصنیف۔ نظر ثانی بھی بہت سا وقت لیتی ہے۔ اسقدر لمبے مضمون کے متعلق جو وقت ہو سکتی تھی۔ وہ سمجھ میں آسکتی ہے۔ مضمون کے لکھنے کے دنوں میں بھی مجھے بسا اوقات رات کے بارہ بارہ بجے تک اور بعض دفعہ تو دو دو بجے تک بیٹھنا پڑتا تھا۔ اس شدید گرمی کے موسم میں جبکہ دن کو بھی کام مشکل ہوتا ہے۔ رات کے وقت لیمپ کی روشنی میں بارہ بارہ بجے تک کام کرنا سخت مشکل کام ہے اور میرے جیسے کمزور صحت انسان کے لئے تو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت بخشدی اور کام ہو گیا۔ اس کے بعد نظر ثانی کا کام شروع ہوا۔ اور پھر ترجمہ کی اصلاح اور مقابلہ کا۔ چونکہ مضمون کے لکھنے کے دنوں میں ملاقاتوں اور ڈاک کے کاموں کو ہلکا کر دیا تھا۔ اس لئے اب وہ کام بھی جمع ہو گیا۔ پس نصف دن اس کے لئے لگانا پڑتا تھا اور نصف دن مضمون کے لئے۔ اور اسوجہ سے یہ نظر ثانی کا کام لمبا ہو گیا اور میرے لئے آرام کا کوئی موقعہ باقی نہ رہا۔ مجھے ان دنوں میں بالکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ دن کب ہوتا ہے اور رات کب۔ کیونکہ میرے لئے یہ دونوں چیزیں برابر تھیں۔ اور اسوجہ سے مجھے سفر کے لئے پروگرام بنانے کا بھی کوئی موقعہ نہیں ملتا تھا۔ نظر ثانی اور ترجمہ اور اسکی اصلاح کا کام۔ جس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ اور عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب نے رات اور دن ایک کر دیا۔ فجزاہم اللہ واحسن الجزا ۲ جولائی کو جا کر ختم ہوا۔

دوسرا مضمون لکھنے کی تجویز

اور اس عرصہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو مضمون لکھا گیا ہے وہ اس طرز کا ہے کہ اس کا کوئی حصہ پڑھکر سنانا مناسب نہیں اور سارا مضمون کسی صورت میں بھی پڑھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایک نیا مضمون لکھا جائے۔ جو مختصر ہو۔ اور پہلے مضمون کو بطور کتاب شائع کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ دو تاریخ کو فارغ ہوتے ہی مجھے نئے مضمون کی تصنیف میں مشغول ہونا پڑا۔ دو سے نو جولائی تک یہ مضمون لکھا گیا۔ اس کی نظر ثانی ہوئی اور اس کا ترجمہ ہوا۔ اور اس کی صحت ہوئی۔ یہ مضمون بھی سو کالم کا تھا اور اس سے دوست اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان سات دنوں میں ہمیں ہرگز ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں مل سکتی تھی۔

دو دن

نو اور دس کی درمیانی رات کے گیارہ بجے یہ مضمون ختم ہوا۔ اور ۱۲ تاریخ کو ہم نے جانا تھا۔ بس دس اور گیارہ دو تاریخیں تھیں جو مجھے فراغت کی ملیں۔ ان تاریخوں میں بھی مجھے کسی سکیم پر غور کرنے یا گھر کے کاموں کے لئے فرصت نہیں مل سکتی تھی۔ اپنے بعد قادیان میں انتظام کا فیصلہ کرنا۔ لائبریری میں سے بعض کتب کا نکالنا۔ جو سفر کے لئے ضروری تھیں۔ دوسرے لوگوں کی کتب کا واپس کرنا۔ اس کام پر یہ دو دن خرچ ہو گئے۔

مزار مسیح موعودؑ اور تڑپا دینے والے خیالات

جس دن صبح کو چلنا تھا۔ اس دن رات کے ایک بجے میں اپنے کام کے چلانے کے متعلق ہدایات لکھنے سے فارغ ہوا۔ اور صبح عزیزم عبدالسلام ولد حضرت خلیفہ اول رضؓ کو جو بیمار تھے۔ دیکھکر اس آخری خوشی کو پورا کرنے کے لئے چلا گیا جو اس سفر سے پہلے میں قادیان میں حاصل کرنی چاہتا تھا۔ یعنی آقائی وسیدی وراحتی وسروری وحبیبی ومرادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کرنے کے لئے۔ ایک بے بس عاشق اپنے محبوب کے مزار پر عقیدت کے دو پھول چڑھانے کے اور اپنی ٹوٹی ہوئی زبان میں دعا کر دینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔ سو اس فرض کو ادا کرنے کے لئے میں وہاں گیا۔ مگر آہ! وہ زیارت میرے لئے کیسی افسردہ کن تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ مردے اس مٹی کی قبر میں نہیں ہوتے بلکہ ایک اور قبر میں رہتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اس مٹی کی قبر سے بھی ان کو ایک تعلق رہتا ہے۔ اور پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ انسانی دل اس قرب سے بھی جو اپنے پیارے کی قبر سے ہو ایک گہری لذت محسوس کرتا ہے۔ پس یہ جدائی میرے لئے ایک تلخ پیالہ تھا۔ اور ایسا تلخ کہ اسکی تلخی کو میرے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ میری زندگی کی بہت بڑی خواہشات میں سے ہاں ان خواہشات میں سے جن کا خیال کر کے بھی میرے دل میں سرور پیدا ہو جاتا تھا۔ ایک یہ خواہش تھی۔ کہ جب میں مر جاؤں۔ تو میرے بھائی جن کی محبت میں میں نے عمر کی ہے۔ اور جن کی خدمت میرا واحد شغل رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے عین قدموں کے نیچے میرے جسم کو دفن کر دیں۔ تاکہ اس مبارک وجود کے قدموں کی برکت سے میرا مولا مجھپر بھی رحم فرمائے۔ ہاں شاید اس قرب کی وجہ سے وہ عقیدت کیش احمدی جو جذبۂ محبت سے لبریز دل کو لیکر اس مزار پر حاضر ہو۔ میری قبر بھی اسکو زبان حال سے یہ کہے کہ؎

ع اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا مکتوب گرامی

پورٹ سعید سے جماعت احمدیہ کے نام

سفرِ یورپ کی تیاری کے حالات ابتداء سے

اغراض سفر کی اہمیت اور انکے متعلق مشکلات

قرآن شریف میں اس سفر کی پیشگوئی

برادرانِ جماعت احمدیہ! السلام علیکم۔ حفظکم اللہ من کل شر ونصرکم اللہ فی کل موطن وزادکم مجداً وکثر کم عدداً ما زلتم تحت ظل حمایتہ وشمس عنایتہ۔

افراتفری میں سفر کی تیاری

آج ہمیں قادیان سے چلے چودہ دن ہو گئے ہیں یعنی پورے دو ہفتے گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ ہم کس حال میں ہیں۔ جس افراتفری میں اس سفر کی تیاری ہوئی ہے۔ شاید اس کی مثال پہلے دنیا میں نہ ملتی ہو۔ چھ ہزار میل کا سفر اور یورپیون کی تبلیغ کے لئے سکیم بنانے کی تجویز۔ اور حالت یہ ہے کہ سفر کے شروع ہونے تک کسی بات کے سوچنے کا موقعہ نہ ملا۔ کانفرنس مذاہب کے متعلق ہمیں مئی میں علم ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے مشورہ کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ اس میں مضمون بھیجنا چاہیئے۔ اطلاع نا مکمل تھی۔ اس لئے سکرٹری کو تار دی گئی۔ اور اس کا جواب ۱۲ مئی کے قریب ملا۔ پھر مشورہ کیا گیا اور بعض لوگوں کی اس تجویز پر بھی غور کیا گیا کہ مجھے خود جانا چاہیئے۔ اس مشورہ کے نتیجہ کے بعد میں نے باہر کے دوستوں سے مشورہ پوچھا اور چونکہ مسلم لیگ کا اجلاس تھا۔ اور ہمیں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کا سوال پیش تھا جس کا اثر خود ہماری جماعت پر اور اسلام کی ترقی پر بھی پڑتا تھا۔ اس لئے میں اس کام میں مشغول ہو گیا۔ تیئیس تاریخ تک میں اس کام سے فارغ ہوا۔

مذہبی کانفرنس کے لئے مضمون لکھنا

اور چوبیس کو میں نے مضمون لکھنا شروع کیا۔ جو اسقدر وسیع ہو گیا۔ کہ اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا یعنی ساڑھے چار سو کالم تک پہنچ گیا۔ دو دن میں بیمار رہا۔ کل بارہ دن میں چھ جون تک یہ مضمون ختم ہوا۔ چونکہ میں مضمون اردو میں لکھتا ہوں۔ اور دوسرے دوست اسے انگریزی میں ترجمہ کرتے ہیں اس لئے میرے لئے ایسے مضامین کے متعلق کئی کام ہوتے ہیں۔ اول مضمون کا لکھنا۔ دوسرے اسکی نظر ثانی کرنی۔ اور غلطیوں کا درست کرنا۔ حوالوں کا لگانا وغیرہ۔ تیسرے جو ترجمہ انگریزی میں ہوا ہو۔ اس کو سننا اور اس کا اردو کے مضمون سے مقابلہ کر کے دیکھنا کہ ترجمہ صحیح بھی ہو گیا ہے یا نہیں۔ اور مطلب کو واضح کرتا ہے یا نہیں ساتھ ساتھ دوسرے ساتھی جو انگریزی سے واقف ہوتے ہیں مضمون کی انگریزی زبان میں بھی مناسب اصلاح کرتے چلے جاتے ہیں بالعموم یہ اصلاح اور مقابلہ بھی اتنا ہی وقت لیتا ہے۔ جتنا کہ اصل مضمون کی تصنیف۔ نظر ثانی بھی بہت سا وقت لیتی ہے۔ اسقدر لمبے مضمون کے متعلق جو وقت ہو سکتی تھی۔ وہ سمجھ میں آسکتی ہے۔ مضمون کے لکھنے کے دنوں میں بھی مجھے بسا اوقات رات کے بارہ بارہ بجے تک اور بعض دفعہ تو دو دو بجے تک بیٹھنا پڑتا تھا۔ اس شدید گرمی کے موسم میں جبکہ دن کو بھی کام مشکل ہوتا ہے۔ رات کے وقت لیمپ کی روشنی میں بارہ بارہ بجے تک کام کرنا سخت مشکل کام ہے اور میرے جیسے کمزور صحت انسان کے لئے تو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت بخشدی اور کام ہو گیا۔ اس کے بعد نظر ثانی کا کام شروع ہوا۔ اور پھر ترجمہ کی اصلاح اور مقابلہ کا۔ چونکہ مضمون کے لکھنے کے دنوں میں ملاقاتوں اور ڈاک کے کاموں کو ہلکا کر دیا تھا۔ اس لئے اب وہ کام بھی جمع ہو گیا۔ پس نصف دن اس کے لئے لگانا پڑتا تھا اور نصف دن مضمون کے لئے۔ اور اسوجہ سے یہ نظر ثانی کا کام لمبا ہو گیا اور میرے لئے آرام کا کوئی موقعہ باقی نہ رہا۔ مجھے ان دنوں میں بالکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ دن کب ہوتا ہے اور رات کب۔ کیونکہ میرے لئے یہ دونوں چیزیں برابر تھیں۔ اور اسوجہ سے مجھے سفر کے لئے پروگرام بنانے کا بھی کوئی موقعہ نہیں ملتا تھا۔ نظر ثانی اور ترجمہ اور اسکی اصلاح کا کام۔ جس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ اور عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب نے رات اور دن ایک کر دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء ۲ جولائی کو جا کر ختم ہوا۔

دوسرا مضمون لکھنے کی تجویز

اور اس عرصہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو مضمون لکھا گیا ہے وہ اس طرز کا ہے کہ اس کا کوئی حصہ پڑھکر سنانا مناسب نہیں اور سارا مضمون کسی صورت میں بھی پڑھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایک نیا مضمون لکھا جائے۔ جو مختصر ہو۔ اور پہلے مضمون کو بطور کتاب شائع کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ دو تاریخ کو فارغ ہوتے ہی مجھے نئے مضمون کی تصنیف میں مشغول ہونا پڑا۔ دو سے نو جولائی تک یہ مضمون لکھا گیا۔ اس کی نظر ثانی ہوئی اور اس کا ترجمہ ہوا۔ اور اس کی صحت ہوئی۔ یہ مضمون بھی سو کالم کا تھا اور اس سے دوست اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان سات دنوں میں ہمیں ہرگز ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں مل سکتی تھی۔

دو دن

نو اور دس کی درمیانی رات کے گیارہ بجے یہ مضمون ختم ہوا۔ اور ۱۲ تاریخ کو ہم نے جانا تھا۔ پس دس اور گیارہ دو تاریخیں تھیں جو مجھے فراغت کی ملیں۔ ان تاریخوں میں بھی مجھے کسی سکیم پر غور کرنے یا گھر کے کاموں کے لئے فرصت نہیں مل سکتی تھی۔ اپنے بعد قادیان میں انتظام کا فیصلہ کرنا۔ لائبریری میں سے بعض کتب کا نکالنا۔ جو سفر کے لئے ضروری تھیں۔ دوسرے لوگوں کی کتب کا واپس کرنا اس کام پر یہ دو دن خرچ ہو گئے۔

مزار مسیح موعودؑ اور تڑپا دینے والے خیالات

جس دن صبح کو چلنا تھا۔ اس دن رات کے ایک بجے میں اپنے کام کے چلانے کے متعلق ہدایات لکھنے سے فارغ ہوا۔ اور صبح عزیزم عبد السلام ولد حضرت خلیفہ اولؓ کو جو بیمار تھے۔ دیکھکر اس آخری خوشی کو پورا کرنے کے لئے چلا گیا جو اس سفر سے پہلے میں قادیان میں حاصل کرنی چاہتا تھا۔ یعنی آقائی وسیدی وراحتی وسروری وحبیبی ومرادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کرنے کے لئے۔ ایک بے بس عاشق اپنے محبوب کے مزار پر عقیدت کے دو پھول چڑھانے کے اور اپنی ٹوٹی ہوئی زبان میں دعا کر دینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔ سو اس فرض کو ادا کرنے کے لئے میں وہاں گیا۔ مگر آہ! وہ زیارت میرے لئے کیسی افسردہ کن تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ مردے اس مٹی کی قبر میں نہیں ہوتے بلکہ ایک اور قبر میں رہتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اس مٹی کی قبر سے بھی ان کو ایک تعلق رہتا ہے۔ اور پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ انسانی دل اس قرب سے بھی جو اپنے پیارے کی قبر سے ہو ایک گہری لذت محسوس کرتا ہے۔ پس یہ جدائی میرے لئے ایک تلخ پیالہ تھا۔ اور ایسا تلخ کہ اسکی تلخی کو میرے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ میری زندگی کی بہت بڑی خواہشات میں سے ہاں ان خواہشات میں سے جن کا خیال کر کے بھی میرے دل میں سرور پیدا ہو جاتا تھا۔ ایک یہ خواہش تھی۔ کہ جب میں مر جاؤں۔ تو میرے بھائی جن کی محبت میں نے کمائی ہے۔ اور جن کی خدمت میرا واحد شغل رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے عین قدموں کے نیچے میرے جسم کو دفن کر دیں۔ تاکہ اس مبارک وجود کے قدموں کی برکت سے میرا مولا مجھپر بھی رحم فرمائے۔ ہاں شاید اس قرب کی وجہ سے وہ عقیدت کیش احمدی جو جذبۂ محبت سے لبریز دل کو لیکر اس مزار پر حاضر ہو۔ میری قبر بھی اسکو زبان حال سے یہ کہے کہ ؂

ع اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اور وہ کوئی کلمہ خیر میرے حق میں بھی کہدے۔ جس سے میرے رب کا فضل جوش میں آکر میری کوتاہیوں سے چشم پوشی کرے اور مجھے بھی اپنے دامن رحمت میں چھپالے۔

آہ! اس کی غنا میرے دل کو کہائے جاتی ہے اور اسکی شان احدیت میرے جسم کے ہر ذرہ پر لرزہ طاری کر دیتی ہے۔ پس میں سمجھتا تھا۔ کہ شاید یہ جسمانی قرب روحانی قرب کا موجب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل تو سب ہی کچھ کرسکتا ہے۔ مگر اپنی شامت اعمال اور صحت کی کمزوری شکار اوہام بنا دیتے ہیں۔ پس میری جدائی حسرت کی جدائی تھی۔ کیونکہ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ میری صحت جو پہلے ہی کمزور تھی۔ پچھلے دنوں کے کام کی وجہ سے بالکل ٹوٹ گئی تھی میرے اندر اب وہ طاقت نہیں کہ جو بیماریوں کا مقابلہ کرسکے۔ وہ ہمت نہیں جو مرض کی تکلیف سے مستغنی کر سکے۔ اور ایک تکلیف وہ سفر درپیش تھا۔ جو سفر بھی کام ہی کام کا پیش خیمہ تھا۔ اور ان تمام باتوں کو دیکھکر دل ڈرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ شاید یہ زیارت آخری ہو۔ شاید وہ امید حسرت میں تبدیل ہونے والی ہو۔ سمندر پار کے مردوں کو کون لاسکتا ہے۔ ان کی قبر یا سمندر کی تہ اور مچھلیوں کا پیٹ ہے۔ یا دیار بعیدہ کی زمین جہاں مزار محبوب پر سے ہو کر آنے والی ہوا بھی تو نہیں پہنچ سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک وہم تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کے امیدوار ہیں۔ اور میں تو کبھی اس سے مایوس نہیں ہوا۔ میں اس کا بندہ ہوں اور میرا حق ہے کہ میں اس سے مانگوں۔ اور وہ میرا رب ہے۔ اور اس کی شان ہے۔ کہ وہ مجھے دے۔ مگر عشق است و ہزار بدگمانی۔ عشق اور محبت وہم پیدا ہی کیا کرتے ہیں۔ اور خصوصاً اس قدر لمبا سفر اور ایسی تکلیف کا سفر اور صحت کی خرابی ایسے قوی موجبات ہیں کہ جن کے سبب سے ایسے وہم بالکل طبعی ہیں؛

روانگی کی گھڑی

غرض حسرت واندوہ سے میں اس مقام سے جدا ہوا۔ اور گھر پہنچا۔ صرف ایک ایک دو دو منٹ مجھے اپنی بیویوں سے ملنے کے لئے ملے۔ اور اتنا ہی وقت حضرت والدہ مکرمہ اور ہمشیرگان سے ملاقات کے لئے۔ چلتے ہوئے اپنی بچوں کی صورت بھی نہ دیکھ سکا۔ میں یہ بھی نہ دیکھ سکا کہ میرے ساتھ کیا اسباب ہے۔ آیا کوئی ضروری چیز رہ تو نہیں گئی خود فرصت نہ دیکھکر اپنے دو عزیزوں کو اس واسطے مقرر کیا تھا۔ کہ وہ ایک نظر ڈال لیں۔ اور فہرست بنا لیں۔ مگر کام کی کثرت کی وجہ سے ان سے فہرست لینا بھی بھول گیا۔ راستہ میں دو دن دوستوں کی ملاقاتوں میں صرف ہوئے۔ اور ان دنوں میں بھی آرام کا موقعہ نہیں ملا۔ بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ جہاز دوسرے دن صبح ہی چلنا ہے۔ اس رات بھی دو بجے تک کام کیا۔ اور صبح سوار ہو گئے؛

سمندر کا شدید طوفان

جہاز بندر سے نکلا ہی تھا۔ کہ ایسا شدید طوفان آیا کہ الامان ہمارے سب ساتھی سوائے بھائی جی اور چودہری فتح محمد صاحب کے بیمار ہو گئے۔ اور کسی قدر طاقت چودہری علی محمد صاحب میں رہی۔ باقی ہم سب صاحب فراش تھے۔ مجھے قے نہیں ہوئی باقی اکثر کو قیئیں بھی بہت سی آئیں اور بعض کو کم۔ اکثر ساتھی تین دن تک پاخانہ پیشاب کے لئے بھی اٹھکر نہ جا سکے مگر بستر پر سے اٹھانا مشکل تھا؛

کہانے کی مشکلات

اور اور یہ مصیبت کہ بہت سے ملک بے خوراک کے تھے۔ اور بمبئی میں شام کو پہنچنے کی وجہ سے کہانے کا سامان نہ خریدا جاسکا تھا۔ پس بیماری پر مزید تکلیف کھانے کا سامان نہ ہو سکنے کی تھی۔ جن کے ملک کہانے کے بھی تھے۔ وہ بھی معذور تھے یا تو کھایا نہ جاتا تھا۔ اور اگر کہانے لگتے تو خوراک مناسب نہ تھی۔ گوشت عام طور پر سور کا یا گردن مروڑے ہوئے مرغ کا ہوتا تھا یا ایک تہائی گائے کے گوشت کی۔ جو وہ بھی ہندوستانی خوراک کے طریق کے خلاف۔ یہ گوشت چونکہ بمبئی کا خریدا ہوا تھا۔ اس کا کھانا تو جائز تھا۔ مگر عام طور پر کھٹائی میں پکایا ہوا ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا کھانا ہمارے لئے بہت مشکل ہوتا تھا۔ باقی ابلے ہوئے آلو اور ابلی پھلیاں تھیں۔ جن کو بلا اعتراض کے کھایا جاسکتا تھا ان حالات میں جو تکلیف قافلہ کو پہنچی۔ اس کا اندازہ ہمارے دوست نہیں کرسکتے؛

دوستوں کی حالت اور دل توڑ دینے والا نظارہ

بعض کمزور طبیعت دوست تو رو پڑے۔ اور بعض کو میں دیکھتا تھا۔ کہ ان کے چہرے پر جھریاں پڑ گئیں۔ اور بوڑھے سے معلوم ہونے لگے۔ میں کسی وقت ہمت کرکے دوستوں کی ہمت بڑھانے کے لئے۔ کمرے نفس پر زور دیکر باہر چلا جاتا۔ تو سب دوست خوشی سے میرے گرد اکٹھے ہو جاتے۔ مگر جس طریق سے وہ اکٹھے ہوتے تھے وہ خود دل کو توڑ دینے والا تھا۔ وہ دوست جو میرے ساتھ دو تین روز ہوئے۔ اچھے بھلے اور تندرست سوار ہوئے تھے۔ جب میں دیکھتا۔ کہ وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔ جس طرح اپاہج چلتا ہے۔ میری طرف آتے تھے اور آکر میرے پاس اس طرح لیٹ جاتے۔ جس طرح زخمی پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو میرا خدا ہی جانتا ہے کہ میرے دل پر اس نظارہ کا کیا اثر ہوتا تھا۔ یہ حالت چار دن تک تو بہت شدت سے رہی اور پانچویں دن بھی کافی سخت تھی۔ گو زور کم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ طوفان ان پانچ دنوں میں ایسا سخت رہا۔ کہ جہاز کے عادی ملاح بھی نصف کے قریب بیمار ہو گئے تھے۔ اور افسر اس قدر گھبرا گئے کہ جب کپتان جہاز سے پوچھا گیا۔ کہ عدن کب پہنچیں گے۔ تو اس نے ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف اٹھا دیئے۔ اور آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا دیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خدا ہی پہنچائے گا۔ لہر اتنی اونچی تھی۔ کہ میں جہاز کی اوپر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ اور کمرے کے اندر تھا۔ کہ ایک لہر بارہ گز اونچی اٹھکر چھت پر آگری اور کمرے کے اوپر مجھ پر آگری۔ جس سے میں تر بتر ہو گیا۔ کئی تختے ٹوٹ گئے؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت

میری طبیعت پر پہلی محنت اور بعد کی تکلیف کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ میرا حلق بالکل بیٹھ گیا ہے۔ دن میں تین دفعہ دوائی لگائی جاتی ہے۔ اور کئی دفعہ پلائی جاتی ہے۔ مگر کوئی اثر نہیں۔ گلے میں شدید درد ہے۔ اور ساتھ ہی بخار بھی شروع ہو گیا ہے ہلکا ہلکا بخار دن بھر رہتا ہے۔ اور سر میں بھی درد رہتا ہے۔ اور طبیعت روز بروز گھلتی جاتی ہے۔ اور آگے کام کا پہاڑ نظر آتا ہے۔ اور سفر کی شدائد ابھی باقی ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ع

جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے

اور میں دیکھتا ہوں کہ۔ ع

جو کام کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے

اغراض سفر

جس کام کے لئے میں جا رہا ہوں وہ اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے۔ ایسا نرالا کہ اب تک ہمارے بعض دوست بھی اس کو نہ سمجھے۔ میں نے سنا۔ کہ ایک دوست ریل میں ایک غیر احمدی کو سمجھا رہے تھے۔ کہ ان کے ولایت جانیکی غرض تبلیغ اسلام ہے۔ حالانکہ گو تبلیغ اسلام ہر اک کا فرض ہے۔ اور میرا بھی۔ مگر جیسا کہ میں نے بوضاحت لکھا ہے۔ تبلیغ کے لئے باہر جانا خلیفہ کے لئے درست نہیں۔ اس کا اصل کام تبلیغ کی نگرانی ہے۔ اس کا مبلغ کے طور پر باہر جانا سلسلہ کے لئے ایسی خطرناک مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ جن سے باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ پس یہ سفر تبلیغ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تبلیغ کی مشکلات کو دور کرنے اور ایسا مقامی علم حاصل کرنے کے لئے ہے جو آئندہ مغربی ممالک میں تبلیغ کرنے کے لئے ممد ہو۔ اور ان خطرناک حالات کو معلوم کرنے اور ان کا علاج دریافت کرنے کے لئے ہے جو مغربی ممالک میں اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ہی پیدا ہونے والی ہیں۔ اور جن کو اگر پہلے سے مدنظر نہ رکھا گیا۔ تو اسلام کا مغرب میں پھیلنا ہی اسلام کی تباہی کا موجب ہو گا؛

کام کی مشکلات

ان مشکلات کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ ممالک جو اسلامی کہلاتے ہیں وہ بھی یورپ کی تہذیب کے اثر کے نیچے پردہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ عورت اور مرد کے اکٹھے ناچ کا ان میں اثر پایا جاتا ہے۔ سود عام ہو چکا ہے۔ جب یہ اثر یورپ کے لوگوں نے صرف ملاقات سے ان مسلمان قوموں پر ڈال دیا ہے۔ جو نسلاً بعد نسلاً مسلمان چلی آتی ہیں۔ اور جو اس سے پہلے اسلامی احکام کی عادی ہو چکی تھیں۔ تو کس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ یہ قومیں مسلمان ہو کر ان عادات کو چھوڑ دینگی۔ اگر یہ مسلمان ہو کر ان عادات کو قایم رکھیں۔ تو یقیناً دوسری اسلامی دنیا جو اسوقت تک اسلامی احکام پر قایم ہے۔ ان کو مسلمان بھائی خیال کرکے اپنی پہلی عادت کو بدل دے گی۔ کیونکہ۔ یورپ کو دنیا کے خیالات پر ایسی حکومت ہے۔ کہ وہ مسمریزم سے مشابہ معلوم ہوتی ہے۔ جب یورپ مسلمان ہوا تو مسلمانوں پر اس خیالات کا اثر اور بھی بڑھے گا۔ اور جس بات کو یورپ معمولی کہے گا۔ وہ بھی معمولی سمجھنے لگیں گے؛

وجاہت کا اثر

وجاہت کا دنیا میں بڑا اثر ہوتا ہے اپنے اندر ہی دیکھ لو۔ خواجہ کمال الدین

صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو وجاہت حاصل تھی۔ جماعت کے ایک حصہ کو انہوں نے کسطرح تباہ کر دیا۔ بعض لوگ واقع میں مخلص تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے دعووں پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر ان کی وجاہت کے آگے جھکے۔ جن باتوں کو انہوں نے کہا۔ کہ ٹھیک ہیں انہوں نے کہدیا کہ ٹھیک ہے۔ اگر یورپ کے مالدار اور فلاسفر مسلمان ہو گئے۔ اور دنیا کی شان و شوکت نے مسلمانوں کی آنکھوں کو چندھیا دیا۔ تو اسوقت یورپ کے نومسلموں نے کہا۔ کہ پردہ مراد خدا تعالیٰ کی یہ پردہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ اس سے مراد صرف اس وقت کی ضرورتوں کا پورا کرنا اور بعض فسادوں سے بچنا تھا۔ تو تمام عالم اسلام کہے گا کہ سبحان اللہ کیا نکتہ نکالا ہے۔ اور اگر اس نے یہ کہا۔ کہ سود سے مراد صرف قرض ہے۔ جو مصیبت زدہ آدمی لیتا ہے۔ اس کو بیشک بغیر سود کے دینا چاہئیے۔ لیکن جو روپیہ لوگ تجارتوں اور جائیدادوں کے بڑھانے کے لئے لیتے ہیں۔ اس پر کیوں قرض دینے والا نفع نہ لے۔ تو یہ سود نہیں تو سب لوگ کہیں گے کہ واہ واہ نہایت پرحکمت بات نکالی ہے۔ پس ہم دو گونہ مشکل میں ہیں۔ اگر ہم یورپ کو مسلمان نہیں کرتے تو تب اسلام خطرہ میں ہے۔ اور اگر ہم اسے مسلمان کرتے ہیں۔ تب بھی اسلام خطرہ میں ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر جس پر جسقدر بھی غور کیا جائے۔ عقل اور حیران ہو جاتی ہے۔ اور ہر ممکن پہلو سے غور کریں۔ اور کوئی ایسی تدبیر نکالیں۔ جس سے یہ دونوں دقتیں دور ہوں۔ اور مغربی ممالک اسلام کو قبول بھی کر لے۔ اور اسلام کی اصل شکل کو بھی نقصان نہ پہنچے ؛

کام کے نظام اور کام میں فرق

اور چونکہ مسلمانوں میں سے عموماً اور ہندوستان سے خصوصاً حکومت جاتی رہی ہے۔ اور اس وجہ سے حکومت کی روح بھی نہیں رہی۔ اس لئے لوگ ان باتوں کے سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ وہ اس امر کو تو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی کام عارضی طور پر کر کے ہم اس سے فائدہ اٹھا لیں۔ لیکن وہ اس امر کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ایک کام یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ کام کرنیکے کے طریق کا فیصلہ کیا جائے۔ ان کے نزدیک یہ بات ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایشیائی لوگ ہمیشہ اپنی کوششوں میں ناکام رہتے ہیں۔ مغربی لوگ جو کام شروع کرتے ہیں۔ پہلے اس کام کے سب پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور وہ اس کی مشکلات کو حل کرنیکی تدبیریں سوچتے ہیں۔ پھر اس کام کو کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اکثر کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ جب تک یہ مرض ایشیائیوں کے دل سے دور نہ ہوگی۔ کہ ایک منٹ کی فکر کے بعد جو خیال ان کے دل میں آجائے۔ وہ سکیم نہیں کہلاتی بہت سی باریک باتیں ہوتی ہیں۔ جو لمبے غور اور بڑے تجربہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس وقت تک وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ؛

ایک عام بیماری

ہمارے ملک میں یہ ایک عام بیماری ہے۔ کہ ایک شخص جو عمر بھر کسی کام میں صرف کر دیتا ہے۔ اس کی رائے کے مقابلہ میں ایک ناتجربہ کار آدمی جھٹ اپنی رائے کو پیش کر دے گا۔ اور سمجھ لے گا کہ دو منٹ بات سن کر میں نے سب باتیں معلوم کر لی ہیں۔ اور یہ بیماری اسی خیال کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ کام کے نظام اور کام میں فرق۔ نہیں سمجھ سکتے۔ کام معمولی آدمی بھی کر سکتے ہیں۔ مگر کاموں کا نظام صرف بہت بڑے ماہر بڑے غور کے بعد تجویز کر سکتے ہیں۔ ایک عمارت کا نقشہ ایک ماہر فن تجویز کرتا ہے اور بنا ایک مستری بھی لیتا ہے ؛

سفر کی غرض پر انگریزوں کو تعجب

خلاصہ یہ کہ ہمارے کام کی مشکلات میں سے ایک یہ مشکل ہے کہ اس کی اہمیت کو لوگ نہیں سمجھ سکتے حتیٰ کہ ابھی اپنی جماعت کے بعض لوگ بھی اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر یورپ کے لوگ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کاموں کے عادی ہیں۔ اسقدر عرصہ سے ہم یورپ میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ کبھی اس پر انگریزوں نے تعجب نہیں کیا۔ لیکن میرے سفر کی غرض معلوم کر کے تمام تعجب کر رہے ہیں۔ مکرمی ذوالفقار علی خان صاحب ایک کام کیلئے پچھلے دنوں شملہ گئے تھے۔ وہاں گورنمنٹ کے مختلف انگریز وزرا سے ان کی گفتگو ہوئی۔ وہ شوق سے اس سفر کی غرض دریافت کرتے اور جب غرض کو معلوم کرتے۔ تو سخت حیرت کا اظہار کرتے۔ اور میری نسبت پوچھتے۔ کہ کیا وہ اس کام کو ممکن خیال کرتے ہیں۔ بلکہ ایک وزیر نے کہا۔ کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ یورپ مسلمان ہو کر پردہ کو بھی تسلیم کر لے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جہاز پر جو انگریز اس کو سنتا ہے۔ سخت تعجب کرتا ہے۔ ایک انگریز سے بعض دوستوں کی گفتگو ہوئی۔ جب اس نے سفر کی وجہ سنی۔ تو حیران ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ کیا آپ کو کنیوٹ کا قصہ معلوم ہے انہوں نے کہا ہاں۔ تو کہنے لگا یہ ویسی ہی بات ہے ؛

ایک بادشاہ کا قصہ

کہ کنیوٹ انگریز بادشاہ تھا اسکو خدا تعالیٰ نے بہت اقبال دیا تھا۔ ایک دن سمندر کے کنارے بیٹھا تھا۔ اس کے درباریوں نے خوشامد کے طور پر کہنا شروع کیا۔ کہ تمہاری حکومت تو زمین اور سمندر بھی مانتے ہیں۔ وہ دانا بادشاہ تھا۔ اسنے اپنی کرسی سمندر کے کنارے بچھائی اور وہاں بیٹھ گیا۔ وہ وقت مد کا تھا جس وقت سمندر جوش میں آتا ہے۔ اور وہ میل میل خشکی میں چڑھ جاتا ہے۔ لہریں اٹھنے لگیں اور پانی کرسی کے گرد اونچا ہونے لگا۔ کنیوٹ ظاہر میں غصہ کی شکل بنا کر لہروں کو حکم دیتا۔ کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ مگر پانی بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے ساتھیوں کو جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ اٹھ کر خشکی کی طرف آیا۔ اور درباریوں سے کہا۔ کہ دیکھا تم کسقدر جھوٹ کہتے تھے ؛

قصہ کا مطلب

اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ جسطرح کنیوٹ بادشاہ کے حکم سے باوجود اس کے اقتدار کے۔ سمندر پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ اسی طرح یورپ کو ایشیائی طریق کا مسلمان بنانا ناممکن ہے۔ وہ کسی تدبیر سے اس امر کو قبول نہیں کر سکتا۔ مگر ادھر تو اس سفر پر انگریزوں کو اسقدر تعجب ہے۔ ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ محض تبلیغ پر انہوں نے کبھی تعجب نہیں کیا۔ وجہ یہی ہے کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ منہ سے اسلام کا اقرار کرا کے اسلام سے ایک ظاہری تعلق تو یورپ کو پیدا کرایا جا سکتا ہے۔ مگر اسلام کے تمدن کا ان کو عادی کرنا ناممکن ہے ؛

یورپ کے اسلامی تمدن کو قبول نہ کرنے کا خطرہ

مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اگر یہی بات ہو۔ اگر یورپ اسلام کو اسلام کو قبول کر لے۔ مگر اس کے تمدن کو قبول نہ کرے۔ تو یہ کیسی خطرناک بات ہوگی۔ اسلام جو تیرہ سو سال سے محفوظ چلا آیا ہے۔ اس کی شکل کس طرح بدل جائیگی اور مسیح موعود کی آمد کی غرض کس طرح باطل ہو جائیگی۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ پھر یورپ میں تبلیغ کے کام کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یورپ کسی غیر معروف اور بے کس آدمی کا نام نہیں۔ جو اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ اس کو اگر ہم اکیلا چھوڑ دیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یورپ ایک زندہ طاقت کا نام ہے جس کی مثال اس ریچھ کی ہے جسے چھوڑنے کے لئے مسافر تو تیار تھا۔ مگر وہ مسافر کو چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔ یورپ کا مذہب یورپ کا تمدن۔ یورپ کا علم دنیا کو کھا رہا ہے اور کھاتا چلا جاتا ہے۔ ہمارا اس کو چھوڑ دینا یہ مطلب رکھتا ہے۔ کہ ہم اسے چھوڑ دیں۔ کہ وہ اسلام کا جو کچھ باقی رہ گیا ہے۔ اس کو بھی کھا جائے۔ اور ہمارے لئے فی میدان اور بھی تنگ ہو جائے۔ ہم جسقدر سال میں آدمیوں کو احمدی بناتے ہیں۔ اس سے کئی گنے یورپ اپنا شکار بنا لیتا ہے۔ اور پھر یورپ کی تصنیف کردہ کتب۔ ہمارے بچے بھی پڑھتے ہیں۔ اور ان سے متاثر ہونے کے خطرہ میں ہیں۔ پس یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم یورپ کو چھوڑ دیں ؛

یورپین تمدن چھوڑنے میں مشکلات

اب دوسری صورت یہ ہے کہ ہم یورپ میں مسمر نگ لگا دیں شروع کر دیں۔ اس کے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں۔ مگر یہ تو ہو سکتا۔ کہ ایک دن میں چار پانچ کروڑ آدمی مسلمان ہو جائیں۔ اور ان کا الگ انتظام قایم ہو جائے۔ وہ الگ اپنی سوسائٹی قایم کر لیں لیکن اگر ایک ایک دو دو آدمی کر کے مسلمان ہوں تو وہ یورپ میں رہ کر یورپ کے تمدن کو چھوڑنا چاہیں بھی تو نہیں چھوڑ سکتے مثلاً وہاں پردہ ہے۔ اول تو وہاں برادری اور دوستوں کے طنز کی برداشت ہی نومسلم کے لئے ناممکن ہے اور اگر وہ تیار ہو تو پھر وہاں کے حالات روک ہیں۔ پردہ کرنے والے ملکوں میں مکان ایسے بنائے جاتے ہیں۔ کہ عورتیں گھر میں رہ کر بھی ہوا کھا سکیں ضرور صحن بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر یورپ میں الگ صحن کا رواج نہیں۔ صرف کمروں میں لوگ رہتے ہیں اب یہ خیال کرنا کہ ایک نومسلم رات اور دن۔ ایک کمرہ میں بیٹھی رہے بالکل عقل کے خلاف ہے۔ اور پھر ایک سوال یہ ہے کہ وہاں گذارہ اسقدر گران ہے۔ کہ مرد کو سارا دن محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس وجہ سے وہ گھر کے کام میں عورت کی مدد نہیں کر سکتا۔ عورت اگر سودا نہ لائے۔ تو گھر کا کام چل نہیں سکتا وہ پردہ کرے تو گھر کا سودا کسطرح لائے۔ بیشک وہ نقاب سے کام لے سکتی ہے۔ اور عورت کو سودا خریدنا منع نہیں۔ مگر پھر ایک اور دقت ہے۔

اور وہ یہ کہ یورپ ہندوستان کی طرح نہین۔ وہان گلیون مین اسقدر موٹر چلتا رہتا ہے۔ کہ جب تک آنکھین پھاڑ کر اور ہوشیار ہو کر نہ چلے۔ اس کی جان ہر وقت خطرہ مین ہے۔ ایک ایک شہر مین ہزارون آدمی موٹرون کے تلے آ کر مرجاتے ہین۔ پس نقاب مین پہن کر عورتون کا پھرنا نہایت خطرناک امر ہے اور موجب ہلاکت۔ چند مسلمان ہونے والی عورتون یا مردون کے لئے حکومتین اپنے قانون نہین بدلینگی۔ مکان والے اپنے مکان نہین توڑ ڈالین گے۔ پھر وہ لوگ کرین تو کیا کرین۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ ورنہ سینکڑون وقتین ہین جو مغرب کی تبلیغ کے راستہ مین ہین اور جن مین بہت سی ایسی ہین۔ کہ ان مین مغربی نومسلم مجبور معلوم ہوتا ہے۔ پس یہی ہوگا۔ کہ مسلمان ہو کر بھی اپنی رسمون کو نہ چھوڑے گا۔ اور اسلام لانے کے بعد جب وہ وہی کام کرتا رہے گا جو پہلے کرتا تھا۔ تو آہستہ آہستہ اس مین یہ خیال پیدا ہو جائے گا۔ کہ اس مین کوئی حرج نہین۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ۔ اسلام ایک بدلی ہوئی صورت مین یورپ مین قایم ہو جائیگا اور ان سے آگے وہ اسلام ساری دنیا مین پھیل جائیگا۔ جس طرح یورپ نے مسیحیت کو تباہ کیا تھا۔ العیاذ باللہ۔ وہ اسلام کو بھی دوستی کے جامہ مین تباہ کر دیگا ؛

پس ہم دو آگون مین ہین۔ اور ہماری مثال وہی ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے۔ یا وہان کے مقامی حالات معلوم کرنے کے لئے تاکہ مبلغون کی سختی سے نگرانی ہو سکے۔ اور جہاز کو چٹانون مین سے بحفاظت گذار سکے۔ اس سفر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور غالباً اب آپ لوگ سمجھ گئے ہون گے۔ کہ کیسی مشکل غرض ہے سوا خدا تعالیٰ کی مدد کے ہم اس مشکل کو حل نہین کر سکتے۔ مسلمان بنانا آسان ہے مگر اسلام کو ان سے بچانا مشکل ہے اور وقت میرے سفر کی یہی غرض ہے ؛

یورپ مین اشاعت اسلام کے متعلق خطرہ

یورپ کے واقف کہتے ہین کہ یہ ناممکن ہے۔ یورپ ضرور اسلام لائے گا۔ مگر وہ ساتھ ہی اسلام کو بگاڑ دے گا اور اس کی شکل کو بالکل مسخ کر دے گا۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ یورپ مین سے چارون طرف سے اللہ اکبر کی آوازین آنے لگین۔ اور سب جگہ مسجدین بن جائین۔ لیکن یہ فرق ظاہر کا ہوگا۔ لوگ تثلیث کی جگہ توحید کا دعوےٰ کرین گے۔ مسیح کی جگہ رسول کریم کی عزت زیادہ کرین گے۔ مسیح موعود پر ایمان لائینگے۔ گرجون کی جگہ مسجدین بنائین گے۔ مگر ان مین وہی ناچ گھر وہی عورت و مرد کا تعلق وہی شراب وہی سامان عیش نظر آئین گے۔ یورپ یہی رہیگا گو وہ بجائے عیسائی کہلانے کے مسلمان کہلائے گا۔ میری عقل یہی کہتی ہے۔ کہ حالات ایسے ہی ہین۔ مگر میرا ایمان کہتا ہے۔ کہ تیرا فرض ہے۔ کہ تو اس مصیبت کو جو آگے اسلام پر نازل ہوئی۔ تو اس کو کچل دے گی دور کرنے کی کوشش کر۔ غور کر اور فکر کر۔ اور دعا کر۔ پھر غور کر۔ اور فکر کر۔ اور دعا کر۔ کیونکہ تیرا خدا بڑی طاقتون والا ہے شاید وہ کوئی درمیانی راہ نکال دے۔ اور اس تباہی کو جو اسلام کے سامنے ایک نئے رنگ مین کھڑی ہے دور کر دے۔ غیر احمدیون کے لئے یہ وقت ہے۔ کہ یورپ اپنی مخالفت سے ان کو تباہ کر دیگا ہمارے لئے یہ مشکل ہے۔ کہ یورپ اپنی دوستی سے ہمارے دین کو برباد کر دے گا۔ وہ تو اپنی حالت پر خوش ہین۔ ہم لوگ خوش نہین ہو سکتے۔ ان کو حکومتون کی فکر ہے۔ اور ہمین اسلام کی پس ہمارا فرض ہے۔ کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے ہم اس کا علاج سوچین۔ اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائین اس کے متعلق پہلے غور کر لین۔ اور یہ ہو نہین سکتا کہ جب تک وہان کے حالات کا عینی علم نہ ہو۔ پس اسی وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے مین نے اس سفر کو مین نے اختیار کیا ہے ؛

جماعت کے لئے انذار

اگر مین زندہ رہا۔ تو انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرون گا۔ اگر مین اس جد وجہد مین مر گیا۔ تو اے قوم مین ایک نذیر عریان کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہون کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا جس خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا آہ نہ چھوڑنا۔ مین کس طرح تم کو بتلاؤن کہ ہر ایک حکم اسلام کا ناقابل تبدیل ہے۔ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ جو سنت سے ثابت ہے وہ ہرگز نہین بدلی جا سکتی۔ جو اس کو بدلتا ہے۔ وہ اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھتا ہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ مگر اس کے یہ بھی معنے نہین۔ کہ تم دنیا کے حالات سے آنکھین بند کر لو۔ اور بعض نادانون کی طرح کہدو۔ کہ پھر یورپ کی تبلیغ پر لاکھون روپیہ صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام ہے وہ مانے نہ مانے تمہاری کوشش کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو۔ تم کو اسے نہین چھوڑنا چاہیئے۔ اگر تم دشمن پر فتح نہین پا سکتے۔ تو تمہارا یہ فرض ضرور ہے۔ کہ اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہو۔ تا وہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھا کر تم پر فتح نہ پا لے۔ اور پھر مین کہتا ہون۔ کہ کیسی کو کس طرح معلوم ہوا۔ کہ یورپ آخر اسلام کو قبول نہین کرے گا یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دیکھین کہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے۔ کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے۔ پس ہم اگر یورپ کو چھوڑ دیتے ہین۔ تو ہماری مثال اس کبوتر کی سی ہوگی جو بلی کو دیکھ کر آنکھین بند کر لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اب مین محفوظ ہو گیا۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم کو جب تک صحیح راستہ نہ معلوم ہو ان لوگون کے مسلمان بنانے پر زیادہ زور نہ دین۔ مگر یورپ مین ایسے مشن رکھنے جو ہر وقت حالات کو تاڑتے رہین اور موقع کے منتظر رہین۔ نہایت ضروری ہے۔ قرآن کریم حکم دیتا ہے۔ ورابطوا۔ ہمیشہ دشمن کی سرحد پر آدمی رکھو جو اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہین۔ جس دن مسلمانون نے اس حکم سے غفلت کی۔ اوسی دن سے وہ تباہ ہونے لگے۔ اور اگر تم بھی روپیہ کے خرچ سے ڈر کر۔ یا اور کسی سبب سے ایسا کرو گے۔ تو تم بھی تباہ ہو گے۔ خدا تم کو بچائے۔ اور تمہارا حافظ و ناصر ہو ؛

مسیح موعود کے قایم مقام کے سفر یورپ کا ذکر قرآن مین

مین آخر مین اس امر کے بیان کرنے سے بھی نہین رک سکتا۔ کہ یورپ کی طرف مسیح موعود یا آپ کے کسی جانشین کا اس غرض سے سفر کرنا۔ جس غرض سے مین نے سفر کیا ہے۔ قرآن کریم مین بھی مذکور ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے سفر کے بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہین ہو سکتی۔ یہ ذکر سورہ کہف مین ہے۔ جس مین اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کی نسبت فرمایا ہے۔ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندہا قوماً قلنا یذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسناً قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذاباً نکراً ۝ واما من امن وعمل صالحاً فلہ جزاء ن الحسنیٰ ج وسنقول لہ من امرنا یسراً آ ۵ (کہف ع) پس ذوالقرنین ایک راستہ کی طرف چلا۔ یہان تک کہ وہ مغرب کے ملکون مین پہنچ گیا۔ اور دیکھا کہ یہ ممالک جہان سورج ڈوبتا ہے۔ ایک گدلے چشمہ کی طرح ہین۔ جن مین پانی تو ہے۔ مگر بودار اور گندہ جو استعمال کے قابل نہ رہا۔ اور اس نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم دیکھی۔ جس کی نسبت ہم نے ذوالقرنین سے کہا۔ کہ تو ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر۔ یا تو یہ فیصلہ کر کہ تباہ کر دیئے جائین۔ اور یا تو ان سے ایسا سلوک کر کہ ان کی حالت اچھی ہو جائے۔ ذوالقرنین نے جواب مین کہا۔ کہ جو ظلم کرنے والا ہوگا اسکو تو مین عذاب دونگا اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹایا جائیگا۔ یعنی مرجائے گا۔ اور اسکو ایسا سخت عذاب ملے گا۔ جو کسی کو کم ہی ملے گا۔ اور جو شخص ایمان لائیگا۔ اور نیک عمل کرے گا۔ پس اسکو نیک جزا ملیگی۔ اور ہم اسے احکام سہولت کیساتھ اور آسانی کے ساتھ سمجھائینگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہین کہ ذوالقرنین آپ کا نام ہے۔ اور گدلے چشمہ سے مراد مسیحی تعلیم ہے جو ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ مگر اب وہ خراب ہو گئی ہے۔ اور استعمال کے قابل نہین۔ مغرب کے لوگ اس چشمہ کے پاس ہین۔ یعنی اس گندی تعلیم کے پیچھے پڑے ہوئے ہین اور قران کریم کی طرف توجہ نہین کرتے۔

پس جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہین۔ اور مغربی ممالک مراد یورپ و امریکہ کے لوگ ہین جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہین۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم مین لکھا ہوا ہے کہ فاتبع سبباً۔ حتی اذا بلغ مغرب الشمس۔ ذوالقرنین ایک ملک کی طرف گیا۔ جو مغرب مین تھا۔

پس یہ سفر قران کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ نبیون کے جانشین چونکہ نبیون کے قائم مقام ہوتے ہین ان کا کام نبیون کا ہی کام کہلاتا ہے۔ پس خلیفۂ مسیح موعود کا جانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ خود مسیح موعود کا جانا۔

سفر کی پیشگوئی قرآن میں

پس یہ سفر درحقیقت ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے۔ جو ایسی اہم ہے۔ کہ قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سفر تبلیغ کے لئے نہیں۔ بلکہ تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر تبلیغ کے لئے سفر ہوتا۔ تو یہ نہ کہا جاتا کہ اب خواہ ان کو ہلاک کر۔ خواہ انکی بھلائی کی تدبیر کر۔ کیونکہ جو شخص تبلیغ کے لئے جاتا ہے۔ یہ سمجھ کر جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ بچائے جانے کے قابل ہیں۔ نہ کہ وہ جانا تو تبلیغ کے لئے ہے۔ اور سوچنے لگ جاتا ہے کہ میں ان کو ہلاک کر دوں۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعودؑ یا آپ کا جانشین خالی الذہن ہو کر جائے گا۔ اور وہی جا کر فیصلہ کرے گا۔ کہ ان لوگوں سے کیا فیصلہ کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اختیار دے گا۔ کہ وہ کامل غور اور فکر کے بعد جو چاہے کرے۔ خواہ تو ان کو اپنے فکر میں چھوڑ دے۔ تاکہ اس دنیا میں کفر کے عذاب میں مبتلا رہیں اور اگلے جہان میں دوزخ اور خدا تعالیٰ سے بُعد کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ اور یا پھر ان میں تبلیغ کا جاری کرنے کا فیصلہ کرے۔ اور ان کی بہتری کی تجویز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نتیجہ پر وہ پہنچے گا۔ وہی ہیں ہوگا۔ اور اس میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ مختلف تدابیر کو اختیار کیا جائے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے۔ اور چونکہ ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ وہ مجھ پر ظاہر نہیں ہے۔ اس لئے میں اس کا اعلان نہیں کر سکتا۔ ہاں اصول اللہ تعالیٰ نے بتا دیئے ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے یہ کام لے۔ اور اس پیشگوئی کا ظلی طور پر مجھے مصداق بننے کا موقع دے۔

غرض اے بھائیو! مسیح موعود یا آپ کے کسی جانشین کا مغربی ممالک میں جانے اور وہاں جا کر ان کے متعلق آئندہ تبلیغ کے متعلق رائے قائم کرنے کی خبر قرآن کریم میں دی گئی ہے اور گویا تمام اس سفر کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ جو اس وقت پیش آیا ہے۔

سفر یورپ مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان

اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ سفر خدا تعالیٰ کی بالکل مشیت کے ماتحت ہے۔ کسے چند ماہ پہلے اس سفر کا خیال بھی تھا۔ اور پھر کس کو معلوم تھا۔ کہ اس تحریک کے ہونے کے بعد باوجود طبیعت میں سخت بیزاری ہونیکے میں اس سفر پر جانیکے لئے راضی ہو جاؤنگا۔ اور جماعت کی نوے فی صدی رائے۔ یعنی ہر دس انجمنوں سے نو انجمنیں اس امر کی رائے دینگی۔ کہ مجھے ولایت جانا چاہئے۔ اور پھر کسکو یہ خیال ہو سکتا تھا۔ کہ اس قدر جلد سب سامان بھی جمع ہو جائیگا۔

پس احباب کو چاہئے۔ کہ سفر کی جو غرض ہے۔ اور جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اس کو یاد رکھیں۔ کیونکہ اسکے یاد ہی رکھنے میں اسلام کی نجات ہے۔ اور اس کے بھلا دینے میں اسلام کی تباہی۔ اگر آپ لوگ اس کام کی اہمیت کو جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ یاد رکھیں گے تو اس کے خطرات کے ازالہ کی طرف بھی آپ کی توجہ رہے گی اور اگر آپ صرف زید و بکر کے مسلمان کرنے کی خوشی میں ہیں گے۔ تو سخت خطرہ ہے۔ کہ ایمان برباد ہو جائے۔ اور اسلام مٹ جائے۔ العیاذ باللہ۔

سفر کی غرض کو پورا کرنا خدا ہی کا کام ہے

اے بھائیو! اصل غرض سفر کی تفصیل سے بیان کرنے کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس غرض کو پورا کرنا انسان کا کام ہے۔ اس انگریز نے سچ کہا۔ جس نے اس سفر کو سمندر کی لہروں پر حکومت کرنیکے خیال کے مترادف بنایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام ایسا ہی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ مشکل ہے۔ اور اس کے نتائج بہ ظاہر کم سے کم ایک صدی کا وقت چاہتے ہیں۔ سوائے اسکے کہ خدا تعالیٰ رحم کر کے ہماری زندگیوں میں یہ نظارہ ہمیں دکھا دے کہ مغرب میں اسلام پھیلے۔ اور اسطرح پھیلے۔ کہ وہ لوگ اسلام کو اپنے مطابق نہ بنائیں۔ بلکہ اسلام کے مطابق خود بنجائیں اور ایسی سکیم تیار ہو جائے۔ کہ جس کے بعد اس بات کا خطرہ نہ رہے کہ مغربی تمدن اسلام کے اندر تغیر کر سکے گا۔ پس اس کام کے لئے آپ لوگ جس قدر دعائیں کریں تھوڑی ہیں۔ بے شک آپ لوگ یہ دعا کریں۔ کہ اس سفر میں تبلیغ کا بھی کوئی پہلو پورا ہو جائے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ مگر اصل زور دعا میں اس امر پر ہونا چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ وہ تدبیریں سمجھا دے۔ کہ جن کی مدد سے یورپ کو حقیقی طور پر اسلام میں داخل کیا جا سکے۔ اور اسلام یورپ کے تمدن کے ایسے اثر سے جو اسلام کی حقیقت کے خلاف ہو محفوظ رہے۔

دعا کی تحریک

پھر میں کہتا ہوں۔ کہ اپنی دعاؤں میں ہم تیرہ آدمیوں کو جو اس سفر پر جا رہے ہیں یاد رکھیں۔ جن میں سے نو تو وہ ہیں۔ جو جماعت کے خرچ پر وفد کے طور پر جا رہے ہیں۔ اور ہم چار آدمی اپنے خرچ پر سفر کر رہے ہیں غرض سب کی ایک ہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کوئی کام لے لے۔ اور عاقبت بخیر ہو جائے۔ اور وہ یار یگانہ خوش ہو جائے۔ طبیعت میری بہت کمزور ہے۔ اور سفر سخت ہے۔ کام اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس وقت بھی بخار کی حالت میں مضمون لکھ رہا ہوں۔ ہڈیاں کھوکھلی ہو گئی ہیں۔ دماغ میں طاقت نہیں ہاتھ رہے جاتے ہیں۔ خدا ہی ہے۔ جو اس کام سے فراغت فرما کر خیریت سے دیار محبوب میں پہنچائے۔ بس اب خط کو ختم کرتا ہوں کہ اس وقت میری یہ حالت ہے۔

دل میں اک درد اٹھا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے جانئے۔ کیا یاد آیا ...

جماعت کے لئے دعا

اے میری عزیز قوم اور اے خدا کے فرستادہ کی مقدس جماعت تمہاری بہبودی اور بہتری کا خیال میرے دل کو ہر وقت فکرمند رکھتا ہے۔ اور تمہاری محبت ہمیشہ مجھکو بدگمانیوں میں رکھتی ہے۔ کہ عشق است و ہزار بدگمانی۔ اے کاش میں تم کو اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ لوں۔ جو کچھ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے کاش تمہارا ایمان اور تمہارا یقین اور تمہارا ایثار اور تمہارا اخلاق۔ اور تمہارا تمدن۔ اور تمہارا علم اور تمہارے عمل اور تمہاری قربانیاں۔ ایسی ہوں۔ بلکہ اس سے بڑھکر جو میں دیکھنی چاہتا ہوں۔ اے کاش تم زمانہ کے دست برد سے بچے رہو اے کاش تم ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہو۔ خدا تعالےٰ تم میں ہمیشہ وہ لوگ پیدا کرتا رہے۔ جن کے دل تمہاری خیر خواہی اور محبت کے جذبات سے پر ہوں۔ اور جن کے افکار تمہاری بہتری کی تجاویز میں مشغول۔ تم یتیموں کی طرح کبھی نہ چھوڑے جاؤ۔ اور سورج تم پر لاوارثی کی حالت میں کبھی نہ چڑھے تم خدا کے پیارے ہو۔ اور خدا تمہارا پیارا ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اور زندگی اور موت میں مجھے ایسا ہی دکھا۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

نوٹ۔ اندازہ ہے۔ کہ خط جہاز میں پورٹ سعید کے قریب ۲۷ یا ۲۸ جولائی ۱۹۲۴ء کا لکھا ہوا ہے۔

ہمارے جو عقائد ہیں وہی تیرے عقائد تھے،

(از جناب حافظ سلیم احمد خان صاحب اٹاوی)

ہوئی پیغامیوں سے بحث نوشہرہ میں یہ اکدن
کہ حضرت میرزا صاحب نبی تھے یا مجدد تھے
مناظر اسطرف سے تھا مدثر شاہ سیاہ باطن
ادھر سے حضرت یوسف سے عالیشان مجاہد تھے
ہزاروں لوگ سننے آئے تھے یہ گفتگو اسدن
بہت سے ان میں حنفی تھے کثیر اغلبین موحد تھے
مدثر شاہ نے اٹھکر کہا تقریر میں اپنی ...
کہ مرزا قادیانی ایک معمولی مجدد تھے
جماعت میں ہوا جو اختلاف تفرقہ پیدا
میاں محمود احمد اسکے بانی اور موجد تھے
جواباً حضرت یوسف نے فرمایا تحدی سے
کہ حضرت میرزا صاحب نبی ایک فرد واحد تھے
ہماری طرح تو بھی مانتا تھا یہ سب باتیں
ہمارے جو عقائد ہیں وہی تیرے عقائد تھے
مگر اب ضد میں آکر کرتا ہے انکار تو ناحق
بضد کہتا ہے مرزا سے نبی سارے مجدد تھے
خدا کے فضل سے کھائی شکست فاش باطل نے
گرے وہ اوندھے منہ ہو کر سیاہ باطن جو مفسد تھے

سفر یورپ کی تقریب پر الحکم کا رعایتی

اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذرہ نوازی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی اپنے سفر یورپ میں ہمرکابی کی عزت عطا فرمائی ہے اور وہ اس سفر میں سلسلہ کے خادم قدیم اور ہسٹوریَن کی حیثیت سے جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے کہ وہ ان توقعات کو پورا کر سکے جو اس کے محسن آقا اور رفقائے کار نے مقرر کئے ہیں میری غیر حاضری میں الحکم اور تادیب النساء کا کیا انتظام ہوگا اس کے متعلق میں جانے سے پہلے اعلان کرونگا اور اپنی جماعت کو فرائض متعلقہ الحکم پر توجہ دلاؤنگا الحکم قوم کی امانت ہے۔ اور میں اسے قوم ہی کے سپرد کر کے اس سفر پر جا رہا ہوں اس کی حفاظت اور استحکام اب قوم کا کام ہوگا اس تقریب کی خوشی میں میں نے پسند کیا ہے کہ کارخانہ الحکم کی موجودہ کتب رعایتی قیمت پر فروخت کر دی جاویں جو احباب اس تحریک میں حصہ لیں گے وہ ہی نہیں کہ نہایت مفید اور ضروری کتب قریباً مفت حاصل کر لیں گے۔ بلکہ وہ اس اپنے خادم قدیم کارخانہ کو ایڈیٹر الحکم کی غیر حاضری میں مدد دینے والے ہوں گے کارخانہ الحکم کی جملہ کتب سوائے سیرت مسیح موعودؑ حیات النبی کے رعایتی قیمت پر فروخت کیجائیں گی۔

(۱) ان کتابوں میں قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیری پاروں کے نوٹ بھی ہیں جن کی مجموعی قیمت دس روپیہ ہے مگر رعایتی صرف چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔

(۲) (پارہ ۲۴ لغایت ۳۰ و پندرہ لغایت سترہ)

(۳) امراۃ الجہاد۔ جس میں مسئلہ جہاد کی حقیقت اور اعتراضات کے تفصیلی جواب ہیں اصلی قیمت ۸/ رعایتی قیمت ۱۲/

۴۔ مکتوبات احمدیہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات اصل قیمت فی حصہ ۴/ رعایتی قیمت ۴۰/

۵ خطبات کریمیہ: حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے خطبات اصل قیمت فی جلد ۱۴/ رعایتی قیمت ۲/

۶۔ مالابار میں احمدیت کی تاریخ: حضرت خلیفۃ المسیح کی پسندیدہ مجاہد مصری کی تصنیف اس کتاب کی آمد مجاہد مصری کے لئے مخصوص ہے اور مجاہد مصری ہی نے اسے چھپوایا تھا۔ پس اس کتاب کی خریداری سے مصری مشن کی تائید کا ثواب بھی حاصل ہوگا اس کتاب میں کوئی رعایت نہیں۔ قیمت ۱۰۰/۱

برہان الحق: عیسائی مذہب کی تردید میں نہایت قابل قدر رسالہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں ایک نومسلم گراجویٹ نے لکھا۔ قیمت اصلی ۱۲/ رعایتی قیمت ۱/

ادعیۃ القرآن: قرآن مجید کی دعائیں اور ان کا ترجمہ (قاضی اکمل صاحب کا کیا ہوا) قیمت رعایتی (۱/)

احمدی خاتون کے فائل

احمدی خاتون کے فائل پچھلے سالوں کے صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ ان میں خواتین کے لئے نہایت مفید لٹریچر جمع کیا گیا ہے۔ نو سالوں کے فائل ہیں ایک مکمل فائل کی قیمت ۱۰ رعایتی قیمت ۵/ تادیب النساء کی پہلی جلد بھی رعایتی قیمت پر ملیگی۔ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ اصل قیمت للعہ رعایتی قیمت ۸/ یہ رعایت آخر ستمبر ۱۹۲۴ء تک ہوگی اسلئے جلد درخواستیں بھیجیں تمام درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔

درخواستیں بنام مینیجر الحکم ہوں

چار روپیہ میں حکیم حاذق

آئیں کدھر ہیں آج قدر دان کمال کے
کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے

مجربات نورانی یعنی طب انسانی: بزبان اردو جو کمال جستجو کر کے اور برسوں کی عرقریزی کے بعد حکماء سلف کی پرانی بیاضوں کا نچوڑ کی چھان بین کر کے آنکھوں کا تیل نکالکر تالیف کیگئی ہے جسمیں انسانی جسم کے تمام امراض نئی اور پرانی داخلی اور خارجی تمام بیماریوں کا سر سے پاؤں تک شرطیہ اور مجرب المجرب (۱۰۵۰) نسخہ جات صدر مخفیہ درج کئے گئے ہیں۔ گویا علم حکمت بحر لاانتہاہی کو ایک کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے مجربات کیا ہے گویا یونانی طب کا سرمایہ حیات اور متاع زندگی مانی جا چکی ہے۔ اگر آپ اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی زندگی بخیریت گذارنا چاہتے ہیں تو آج ہی مجلد مجربات نورانی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو وقت بیوقت آپکو مدد دیگی اور اس کے بیان کردہ قوانین پر عمل کرنے سے انسان ہمیشہ تندرست اور توانا رہ سکتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص اس سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ خصوصاً اہل حکمت کے لئے رہبر کامل ہے کتاب حجم ۴۰۰ صفحہ تقطیع ۲۲ × ۱۸ کا چھپائی وغیرہ دیدہ زیب۔ قیمت مجلد للعہ بلا جلد سے

ملنے کا پتہ حکیم نور محمد کشمیری بازار لاہور

افسوس

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ ساٹھ ۶۰ خریداران الحکم جنکے نام چھ ماہ اخبار پہلے ارسال کرنے کے بعد وی پی کیا گیا تھا۔ انہوں نے ہمارے درجہ کی بے پرواہی سے کام لیا۔ آج پندرہ دن کے عرصہ میں ۳۷ وی پی واپس آ چکے ہیں۔ اور صرف تین اشخاص نے اخبار وصول کیا بقایا بیس وی پی کے ساتھ دیکھیں کیا برتاؤ ہوتا ہے۔ کیا یہ زندہ قوم کے واسطے قابل عفو کوتاہی نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا اور صرف اکیلا یادگار الحکم اس طرح مالی مشکلات میں گرفتار ہو اور پھر اسکی طرف توجہ نہ کیجائے۔ اگر حساب میں قابل اصلاح کوئی غلطی ہو تو اس سے مطلع کیا جاوے۔ مینیجر الحکم

هو الشافی

آزماؤ شفا پاؤ

مشکلیں آسان ہوئیں دکھ درد سب جاتے رہے

۱۔ معجون شاہی یا اکسیر جریان: خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سالہ محنت اور کامل توجہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزاء سے مرکب ہے عطا فرمائی جو جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کو کے ازالہ کرنیمیں فی الواقعہ ایک اکسیر ہے اور لطف یہ کہ باہ کو ممسک ہونیکے مقوی باہ بھی ہے بچپن کی بد اعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بد نتائج کی اصلاح کرنے میں اسکو ایک خصوصیت ہے قیمت فی پاؤ چھ/

۲۔ روغن اکسیر اعصاب: بعض حالتوں میں اس معجون کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر بھی طلاء کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی ضعف کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کرنے میں بجلی کا کام دیتا ہے۔ فی شیشی روغن اکسیر اعصاب ...... عہ/

۳۔ کشتہ طلاء: جسکو ہم نے نہایت محنت و احتیاط سے تیار کیا ہے پھر اس میں یاقوت اور کشتہ فولاد کرنے سے اسکی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں اس کے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے چند اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں جو کہ یہ ہیں۔ سونا دل و دماغ کو حرارت عزیزی کو تقویت دینے والا۔ فہم و فکر کو تیز کرنے والا۔ اور معدہ جگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنیوالا امراض سوداوی اور خفقان توحش غم حزن جنون اور صرع کو نفع دینے والا۔ ضعف باہ اور ضعف گردہ رفع کرنے والا۔ قلب میں اس قدر تفریح پیدا کرتا ہے۔ کہ خود بخود ہنسنے کو دل چاہتا ہے الغرض عجیب غریب چیز ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے قیمت فی خوراک ۶/ اور سیکڑہ خوراک ۵ للعہ/

۴۔ حب مقوی اعصاب: یہ گولیاں ہر قسم کے ضعف اعصاب میں واقعی اپنے اندر سیحائی اثر رکھتی ہیں۔ ضعف باہ اور ضعف دماغ اور ضعف معدہ کے لئے مفید ہیں باقاعدہ مسہلوں کے بعد مایوس العلاج مریض لقوہ وغیرہ میں مبتلا بھی بفضل خدا صحتیاب ہو گئے ہیں قیمت فی سینکڑہ عہ/ ایک روپیہ میں سولہ گولی۔

سرمہ مروارید ی۔ یہ سرمہ بصارت کے لئے اکسیر ثابت ہوا ہے جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے۔ اور بوڑھوں کے لئے از نو بصارت عطا فرماتا ہے پرانے گگروں کے لئے بھی از حد مفید ہے۔ کیوں نہ ہو نہایت قیمتی اجزاء مروارید اور مامیران سے مرکب ہے فی تولہ ۸/

۷۔ اکسیر سوزاک۔ سالہا سال کے تجربہ اور تلاش کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے جو نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل خدا ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے قیمت ایک ہفتہ .... عہ/

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

حکیم صاحب نہایت پرانے اور مخلص احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی آپکی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے اخلاص اور محبت سے تیار کی ہوئی اودیہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی۔
مرزا محمود احمد

ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ